Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)

Volume ۵ Issue ۱, Spring ۲۰۲۵

ISSN(P): ۲۷۹۰ ۸۲۱۶ ISSN(E): ۲۷۹۰ ۸۲۲۴

Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article QR

حالتِ جنگ میں قدرتی ماحول کا تحفظ: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Title: **Protection of the Natural Environment during Wartime: In the Light of Islamic Teachings**

Author (s): Haq Nawaz [۱]

Affiliation (s): ۱ University of Karachi, Karachi, Pakistan.

DOI: https://doi.org/۱۰.۳۲۳۵۰/mift.۵۱.۰۲

History: Received: Jan ۲۱, ۲۰۲۵, Revised: Mar ۲۳, ۲۰۲۵, Accepted: April ۱۵, ۲۰۲۵, Published: June ۲۷, ۲۰۲۵

Citation: Nawaz, Haq. "Protection of the Natural Environment during Wartime: In the Light of Islamic Teachings." *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* ۵, no. ۱ (۲۰۲۵): ۳۱–۴۷. https://doi.org/۱۰.۳۲۳۵۰/mift.۵۱.۰۲

Copyright: © The Authors

Licensing: This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution ۴.۰ International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

A publication of
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Sciences and Humanities University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

حالتِ جنگ میں قدرتی ماحول کا تحفظ: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Protection of the Natural Environment during Wartime: In the Light of Islamic Teachings

Haq Nawaz*

University of Karachi, Karachi, Pakistan.

Abstract

Protection of the natural environment is very important for the survival and protection of human life, that is why Islam has taken care of the protection of the natural beauty and beauty of this world created by the Creator of the universe. Various teachings are found in the effects of the survival and protection of the environment and natural resources. Whether it is a state of peace or a state of war, Islam forbids corruption in the earth. The world can be saved from great loss despite fighting a war. The purpose of this paper is to highlight the teachings of Islam to deal with environmental restrictions. And it has to be clarified that the Prophet of Islam and the Caliphs have provided protection to the natural environment even in the state of war.

Keywords: Natural environment, environmental pollution, war conditions, environmental protection.

۱. تمہید

"اسلام" ایک جامع اور مکمل نظامِ حیات ہے، جس میں انسانی زندگی کے مختلف اور متنوع گوشوں پر سیر حاصل ہدایات موجود ہیں، انسان اپنی زندگی کے کسی موڑ اور کسی مرحلہ میں کسی ایسی الجھن میں مبتلا نہیں ہوتا، جس میں اسلام نے اس کی راہ نمائی نہ کی ہو۔ اس وقت پوری دنیا فضائی (Air Pollution)، آبی (Water Pollutaion) ، زمینی (land Pollution) ، صوتی (Sound Pollution) ، سمندری (Sea Pollution) اور شعاعی آلودگی (Radial Pollution) سے دوچار ہے اور یہ مسئلہ سنگین نوعیت اختیار کر گیا ہے۔ جو کرۂ ارض پر زندگی کے وجود اور تسلسل کے لیے ایک حقیقی خطرہ بن گیا ہے؛ اسی لیے عالمی، علاقائی اور مقامی اعتبار سے ماحولیات کے تحفظ کے حوالے سے کوششیں کی جارہی ہیں۔ ماحولیاتی تحدیدات سے نمٹنے کے لیے اسلام کی تعلیمات کیا ہیں؟ اسلام کے دامن سے ہمیں کیا راہ نمائی ملتی ہے؟ پیغمبرِ اسلام ﷺ اور خلفائے راشدین نے کس طرح قدرتی ماحول کو تحفظ فراہم کیا؟ زیرِ بحث مقالے میں اس حوالے سے مختلف نکات پر روشنی ڈالی جائے گی۔

۲۔ ماحول کی تعریف و مفہوم

"ماحول" عربی زبان کا لفظ ہے جو دو حروف سے مرکب ہے۔ "ما" اور "حول"۔ "ما" اسم موصول ہے، جس کے معنیٰ ہیں: ہر وہ چیز، "حول" کے معنی "اردگرد" تو ماحول کے معنیٰ ہوئے: وہ چیزیں جو ایک جسم کے اردگرد ہوں۔[1]

*Corresponding author: haqnawaz۷۰۰۲۱@gmail.com

[1] ابن فارس، ابوالحسین احمد، **مقاییس اللغة** (بیروت، دارالفکر ۱۹۷۹ء) ۲/ ۱۲۱۔ الراغب الاصفہانی ، ابوالقاسم الحسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن (بیروت، دارالقلم ۱۴۱۲ھ) ص: ۲۶۷۔ ابن الجوزی، جمال الدین عبدالرحمن بن علی، زادالمسیر فی علم التفسیر (بیروت، دارالکتاب العربی ۱۴۲۲ء) ۱/ ۳۷۔

اصطلاح میں ماحول کی کئی تعریفات ملتی ہیں، جن میں سب سے بہتر تعریف درج ذیل ہے، جو ماحولیات کے حوالے سے ۵ جون ۱۹۷۲ء کو سویڈن کے دارالحکومت اسٹاک ہوم میں اقوام متحدہ کی کانفرنس میں طے ہوئی۔

"قدرتی، سماجی اور ثقافتی نظاموں کے مجموعہ کے طور پر ایک وسیع دائرۂ کار، جس میں انسان اور دوسری مخلوقات رہتی ہوں اور جن سے مخلوقات اپنی بودوباش کے لیے سامان حاصل کرتی اور اپنی سرگرمیاں انجام دیتی ہوں "ماحول" کہلاتا ہے"[۲]

۳۔ ماحولیاتی آلودگی کا مطلب

آلودگی سے مراد قدرتی ماحول میں ایسے اجزاء شامل کرنا ہے، جس کی وجہ سے ماحول میں منفی اور ناخوش گوار تبدیلیاں واقع ہوں۔ آلودگی کی بنیادی وجہ انسانی مداخلت ہوتی ہے۔ آلودگی عام طور پر صنعتی کیمیائی مادوں کی وجہ سے ہوتی ہے، لیکن یہ توانائی کی وجہ سے بھی ہوسکتی ہے شور، حرارت یا روشنی کی وجہ سے بھی ہوسکتی ہے۔ آلودگی کی اقسام میں صوتی آلودگی، آبی آلودگی، فضائی آلودگی، برقی آلودگی، غذائی آلودگی، زمینی آلودگی اور بحری آلودگی اہم ہیں۔[۳]

۴۔ اسلام کی نظر میں کائنات

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق فرمائی، زمین کو لہلہاتی فصلوں اور کھیتیوں، سرسبز و شاداب جنگلات،، خوب صورت اونچے اونچے پہاڑوں اور لمبے لمبے قد آور درختوں، خوش بودار پھولوں اور پھلوں، دل کش آبشاروں، دریاؤں اور تاحدِّ نگاہ وسیع سمندروں سے مزین فرمایا اور حضرت انسان کو اشرف المخلوقات کے منصب پر فائز کیا۔ اس کو شعور و عقل جیسی دولت سے نوازا ہے۔ اور زمین سے لے کے فضا تک، صحراء سے سمندر تک ساری کائنات اس کے لیے مسخر کر دی گئی، جیسا کہ بہت سی قرآنی آیات سے ظاہر ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَۙ-وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَؕ-وَ النُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖؕ-اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ[۴] "اور اس نے تمہارے لیے رات، دن، چاند اور سورج کو مسخر فرمایا اور ستارے اس کے حکم سے مسخر ہیں، بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں"

ایک دوسرے مقام پر فرمایا: "أَلَمۡ تَرَوۡاْ أَنَّ ٱللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِ وَأَسۡبَغَ عَلَيۡكُمۡ نِعَمَهُۥ ظَٰهِرَةٗ وَبَاطِنَةٗۗ وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يُجَٰدِلُ فِي ٱللَّهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٖ وَلَا هُدٗى وَلَا كِتَٰبٖ مُّنِيرٖ"[۵] "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بلاشبہ اللہ نے تمہارے لیے وہ سب کچھ مسخر فرمالیا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے"۔

اس لیے انسان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی تسخیری صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اس کائنات سے حدود میں رہتے ہوئے استفادہ کرے اور اس کرۂ ارضی کی دیکھ بھال کرے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "إن الدنيا حلوة خضرة وإن الله مستخلفكم فيها، فناظر كيف تعملون"[۶] "دنیا میٹھی اور سرسبز ہے

---

[۲] https://www.un.org/en/conferences/environment/stockholm۱۹۷۲

[۳] https://ur.m.wikipedia.org/wiki/%D۸%A۲%D۹%۸۴%D۹%۸۸%D۸%AF%DA%AF%DB%۸C

[۴] النحل ۱۶:۱۲

[۵] لقمان ۳۱:۲۰

[۶] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الامام، السنن (بیروت، دارالغرب الاسلامی، ۱۹۹۶ء) ابواب الفتن عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء ما أخبر النبي صلى الله عليه وسلم أصحابه بما هو كائن إلى يوم القيامة، رقم الحديث: ۲۱۹۱

اور یقیناً اللہ تمہیں اس میں نائب بنائے گا تاکہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو"۔

اس حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے ہم یہ نکتہ نکال سکتے ہیں کہ انسان اس کرۂ ارضی میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اور اس کو تسخیری صلاحیتیں دی گئی ہیں، جن سے استفادہ کرتے ہوئے انسان اس کائنات کی تسخیر بھی کر سکتا ہے اور اپنی تخریبی حرکتوں کے ذریعے اسے خطرات سے دوچار بھی کر سکتا ہے۔

۵۔ انسانی زندگی میں قدرتی ماحول کے تحفظ کی اہمیت اور ضرورت

اللہ تعالیٰ نے کل کائنات کو ایک خاص توازن کے ساتھ تخلیق فرمایا ہے، یہی توازن اس کائنات کا حسن بھی ہے اور اس کی بقا کا ضامن بھی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَٰهُ بِقَدَرٍ"[۷] اور ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا ہے"۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: "وَٱلْأَرْضَ مَدَدْنَٰهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَٰسِيَ وَأَنۢبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ"[۸] "اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس میں بھاری بھاری پہاڑ ڈال دیئے، اور اس میں ہر قسم کی (ضرورت کی) نباتاتی چیز ایک متعین مقدار سے اگائی"۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتے ہیں: "صُنْعَ ٱللَّهِ ٱلَّذِيٓ أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ"[۹] "اللہ کی کاری گری ہے جس نے ہر چیز کو (مناسب انداز پر) مضبوط بنا رکھا ہے"۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر شے کی تخلیق میں توازن کا خاص خیال رکھا ہے اور موزوں اور مناسب انداز و مقدار میں انسان کے اطراف میں پھیلی اشیاء کائنات میں جب تک فطری توازن اور کمیت و کیفیت باقی رہتی ہے، اس سے وجود میں آنے والا ماحول بھی قدرتی و فطری ہوتا ہے اور وہ نسلِ انسانی سے لے کر تمام حیوانات، نباتات، جاندار و غیر جاندار تمام ہی اجسام کی حفاظت و بقا کا ضامن ہوتا ہے، اور جب انسان بے مداخلت اور دست برد سے نظامِ قدرت کے اس قدرتی و فطری توازن اور اس کی ترتیب میں بگاڑ پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے تو اس سے خدائی تخلیق کی کمیت و کیفیت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور کائنات کا قدرتی ماحول شدید متاثر ہو کر غیر فطری ہو جاتا ہے، جو کائنات اور اس میں آباد انسان اور دیگر تمام مخلوقات کے لیے نقصان دہ ہو جاتا ہے۔

۶۔ قدرتی ماحول کا تحفظ اور قرآن

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک ایک بات کھول کھول کر بیان فرمادی ہے ۔ تقریباً دو سو آیات ماحولیات کے متعلق ہیں؛ جن میں پانی، زمین، ہوا، زندہ و مردہ مخلوقات، شجر و حجر، پہاڑ، سمندر اور وہ سب عجائبات عالم زیر بحث آئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی گواہی دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَءَايَةٌ لَّهُمُ ٱلْأَرْضُ ٱلْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَٰهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ- وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّٰتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَٰبٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ ٱلْعُيُونِ- لِيَأْكُلُواْ مِن ثَمَرِهِۦ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ أَفَلَا يَشْكُرُونَ-سُبْحَٰنَ ٱلَّذِي خَلَقَ ٱلْأَزْوَٰجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنۢبِتُ ٱلْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ- وَءَايَةٌ لَّهُمُ ٱلَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ ٱلنَّهَارَ فَإِذَا هُم مُّظْلِمُونَ-وَٱلشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَاۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ ٱلْعَزِيزِ ٱلْعَلِيمِ-وَٱلْقَمَرَ قَدَّرْنَٰهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَٱلْعُرْجُونِ ٱلْقَدِيمِ-لَا ٱلشَّمْسُ يَنۢبَغِي لَهَآ أَن تُدْرِكَ ٱلْقَمَرَ وَلَا ٱلَّيْلُ سَابِقُ

[۷] سورۃ القمر ۴۹:۵۴
[۸] الحجر ۱۹:۱۵۔
[۹] النمل ۸۸:۲۷

ٱلنَّهَارِۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٖ يَسۡبَحُونَ"[10] "ان لوگوں کے لیے بے جان زمین ایک نشانی ہے۔ ہم نے اس کو زندگی بخشی اور اس سے غلہ نکالا جسے یہ کھاتے ہیں۔ ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور اس کے اندر سے چشمے پھوڑ نکالے تاکہ یہ پھل کھائیں۔ ان کے لیے ایک اور نشانی رات ہے۔ ہم اس کے اوپر سے دن ہٹادیتے ہیں تو ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جارہا ہے۔ یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے اور چاند اس کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کردی ہیں یہاں تک کہ ان سے گزرتا ہوا وہ پھر کھجور کی سوکھی شاخ کی مانند رہ جاتا ہے۔ نہ سورج کے بس میں ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے۔ سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں"۔

سورۂ رحمٰن میں ہے: "ٱلشَّمۡسُ وَٱلۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٖ- وَٱلنَّجۡمُ وَٱلشَّجَرُ يَسۡجُدَانِ - وَٱلسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ ٱلۡمِيزَانَ - أَلَّا تَطۡغَوۡاْ فِي ٱلۡمِيزَانِ - وَأَقِيمُواْ ٱلۡوَزۡنَ بِٱلۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُواْ ٱلۡمِيزَانَ - وَٱلۡأَرۡضَ وَضَعَهَا لِلۡأَنَامِ - فِيهَا فَٰكِهَةٞ وَٱلنَّخۡلُ ذَاتُ ٱلۡأَكۡمَامِ - وَٱلۡحَبُّ ذُو ٱلۡعَصۡفِ وَٱلرَّيۡحَانُ"[11] "سورج اور چاند ایک حساب کے پابند ہیں، پتیاں اور درخت سب سجدہ کررہے ہیں اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی کہ ترازو سے تولنے میں حد سے تجاوز نہ کرو اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو اور تول کم مت کرو اور اسی نے خلقت کے لیے زمین بچھائی، اس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں جن کے خوشوں پر غلاف ہوتے ہیں اور اناج جس کے ساتھ بُھس ہوتا ہے اور خوشبودار پھول، تو اے گروہ جن وانس تم اپنے پروردگار کو کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے"۔

سورۂ یٰسین اور سورۃ الرحمن کی ان آیات پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ چاند اور سورج کی گردش، پیڑ، پودوں کی شادابی، پہاڑوں کی بلندی، آسمان کی نیلگونی، زمین کا حسن، اناج، پھلوں کی مٹھاس اور رنگ برنگے پھولوں کی خوشبوں تبھی باقی رہ سکتی ہے جب کائنات کا قدرتی ماحول باقی وبرقرار ہو۔

۶.۱۔ قدرتی ماحول کا تحفظ اور بقا کائنات کی بقا

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مهلا عن الله مهلا، لولا شباب خشع، وشيوخ ركع، وأطفال رضع، وبهائم رتع لصب عليكم العذاب صبا، ثم لرض رضا"[12] "ڈھیل ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ہے، اگر خشوع وخضوع والے نوجوان نہ ہوں، چرنے والے جانور نہ ہوں، رکوع کرنے والے بوڑھے نہ ہوں اور دودھ پینے والے بچے نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ تم پر دردناک عذاب نازل فرمادے۔"

اس حدیث شریف میں قدرتی ماحول کے بقا اور اس کے احیاء کی ایک اجمالی صورت کو واضح کیا گیا۔

۶.۲۔ قدرتی ماحول کا تحفظ انسان کی صحت کے تحفظ و نشونما کا ضامن

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: "أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يحب أن ينظر إلى الخضرة وإلى الماء الجاري"[13] "آپ ﷺ کو سبز چراگاہیں اور بہتے پانی کو دیکھنا بہت پسند تھا۔" کیوں کہ یہ قدرتی ماحول کا مظہر اور انسانی صحت کی نشونما کا ضامن ہے۔

[10] یٰسین ۳۶: ۳۳-۴۰

[11] الرحمن ۵۵: ۵-۱۲

[12] الطبرانی، سلیمان بن احمد، الامام، **المعجم الأوسط** (قاہرہ، دارالحرمین ۱۹۹۵ء) رقم الحدیث: ۷۰۸۵

[13] الاصفہانی، ابونعیم احمد بن عبداللہ، الامام، **الطب النبوي** (بیروت، دارابن حزم ۲۰۰۶ء) رقم الحدیث: ۱۳۵

٦.٣۔ انسان اور قدرتی ماحول کا چولی دامن کا ساتھ

"ماحول" انسان کا لازمی جزو ہے اور "انسان" ماحول کا؛ چناں چہ انسانی زندگی کی بقا اور تحفظ کے لیے قدرتی ماحول کا تحفظ ضروری ہے، یہی وجہ کہ آج جب انسان نے صنعتی اور مادی ترقی کے نام پر اقدامات کیے اور ترقی کے نام پر اس دنیا کے وسائل کا بے دریغ استعمال کیا، پیڑ کاٹنا، پہاڑ توڑنا اور سمندروں کو پاٹنا شروع کیا اور غلاظت بھری ندی، نالیاں نہروں کے پاک وصاف پانی میں گرانے لگا، تو اس کے نتیجے میں قدرت کا بخشا ہوا پاکیزہ ماحول اور توازن ختم ہو کر رہ گیا اور آج ہر انسان اپنے اپنے مقام بے شمار ذہنی اور جسمانی بیماریوں کا شکار اور ماحولیاتی خطرات سے دوچار ہے، وہی خطرات اس پوری کائناتِ ارضی اور اس کی صحت وبقا کو لاحق ہو چکے ہیں۔

قدرتی ماحول کے تحفظ کے لیے حیوانات، حشرات، نباتات، معدنیات، اماکن اور قدرتی مظاہر کے ناموں پر سورتوں کے نام

قرآن کریم کی کئی سورتوں کے نام حیوانات، حشرات، نباتات، معدنیات، اماکن اور قدرتی مظاہر کے ناموں پر مشتمل ہیں[14]!

حیوانات کے نام پر سورتیں: سورۃ البقرۃ (گائے)، سورۃ الانعام (چوپائے)، سورۃ الفیل (ہاتھی) اور سورۃ العادیات (گھوڑے)

حشرات کے نام پر سورتیں: سورۃ النحل (شہد کی مکھی)، سورۃ النمل (چونٹی) اور سورۃ العنکبوت (مکڑی)

نباتات کے نام پر سورت: سورۃ التین (انجیر) اسی میں زیتون کا ذکر بھی ہے۔

معدانیات نام پر سورت: سورۃ الحدید (لوہا)

اماکن کے نام پر سورتیں: سورۃ الطور (کوہِ طور)، سورۃ الاحقاف (الدھنا عرب جنوب کے اس طویل علاقے کا نام ہے جو شرقاً غرباً عمان سے یمن تک اور شمالاً جنوباً نجد سے حضرموت تک، ۳لاکھ مربع میل کے رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ اس وسیع خطہ کے مغربی حصہ کی زمین میں سرخ رنگ کی ریگ کی ہے۔ اور یہی علاقہ الاحقاف کہلاتا ہے۔)[15] سورۃ الحجر (جو خلیج اربعہ کے مشرق اور شہر مدین کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔)[16] اور سورۃ الکھف (اصحاب کہف کا غار جو عمان شہر سے ۷ کلومیٹر جنوب میں واقع ہے۔)[17]

قدرتی مظاہر کے نام پر سورتیں: سورۃ الرعد (آسمانی بجلی کی کڑک)، سورۃ الذاریات (اشیاء کو بکھیرنے والی ہوائیں)، سورۃ النجم (ستارہ)، سورۃ الفجر (صبح کا وقت)، سورۃ الشمس (سورج)، سورۃ اللیل (رات)، سورۃ الضحیٰ (دھوپ نکلنے کا وقت) اور سورۃ العصر (شام کا وقت)

قرآن کریم کے ان سورتوں کے نام درحقیقت انسان کے قدرتی ماحول سے رشتہ اور تعلق کو واضح کرتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ انسانی زندگی کی بقا قدرتی ماحول کے تحفظ ہی کی بہ دولت ممکن ہے۔

[14] القرضاوی، یوسف، دکتور، **رعاية البيئة في شريعة الإسلام** (قاہرہ، دارالشروق ۲۰۰۱ء) ص۵۔
[15] درآبادی، عبدالماجد، مولانا، **ارض القرآن** (کراچی، ادارہ نشریات اسلام، ۲۰۰۱ء) ص ۱۰۔
[16] میاں جمیل احمد، مولانا، **تفسیر فہم القرآن** (لاہور، ابوہریرہ اکیڈمی ۲۰۱۶ء) ۲/۴۶۷۔
[17] ابولبابہ شاہ منصور، المفتی، **کتاب الجغرافیہ** (کرچی، السعید پبلیکیشنز ۲۰۱۳ء) ص ۳۱۰۔

۷۔ قدرتی ماحول کے تحفظ کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کا جائزہ

انسانی زندگی کی بقا کے لیے اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ پاکیزہ ماحول کو قدرتی انداز میں قائم رہنا اشد ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات، آپ ﷺ کی سیرت طیبہ اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ماحولیات اور قدرتی وسائل کی بقا اور تحفظ کی خاطر مختلف تعلیمات دی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔۷۔ درخت اور جنگلات

درخت اور جنگلات قدرتی ماحول کے تحفظ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر نباتات ،اشجار، کھیتیوں اور سبزہ زاروں کا ذکر بہ طور انعامات کے فرمایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:" وَهُوَ ٱلَّذِيٓ أَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءٗ فَأَخۡرَجۡنَا بِهِۦ نَبَاتَ كُلِّ شَيۡءٖ فَأَخۡرَجۡنَا مِنۡهُ خَضِرٗا نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبّٗا مُّتَرَاكِبٗا وَمِنَ ٱلنَّخۡلِ مِن طَلۡعِهَا قِنۡوَانٞ دَانِيَةٞ وَجَنَّٰتٖ مِّنۡ أَعۡنَابٖ وَٱلزَّيۡتُونَ وَٱلرُّمَّانَ مُشۡتَبِهٗا وَغَيۡرَ مُتَشَٰبِهٍۗ ٱنظُرُوٓاْ إِلَىٰ ثَمَرِهِۦٓ إِذَآ أَثۡمَرَ وَيَنۡعِهِۦٓۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكُمۡ لَأٓيَٰتٖ لِّقَوۡمٖ يُؤۡمِنُونَ "[۱۸] "اور اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لیے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر ہم نے اس کے ذریعے ہر قسم کی کونپلیں اگائیں۔ ان (کونپلوں) سے ہم نے سبزیاں پیدا کیں جن سے ہم تہہ در تہہ دانے نکالتے ہیں، اور کھجور کے گابھوں سے پھلوں کے وہ گچھے نکلتے ہیں جو (پھل کے بوجھ سے) جھکے جاتے ہیں، اور ہم نے انگوروں کے باغ اگائے، اور زیتون اور انار۔ جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں، اور ایک دوسرے سے مختلف بھی۔ جب یہ درخت پھل دیتے ہیں تو ان کے پھلوں اور ان کے پکنے کی کیفیت کو غور سے دیکھو۔ لوگو! ان سب چیزوں میں بڑی نشانیاں ہیں (مگر) ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائیں۔ "

اس آیت کے آخری حصے" اُنْظُرُوا إِلَى ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ"میں ہمیں ان پھلوں کے پکنے کے حسین منظر کو دیکھ کر لطف اندوز ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔

علامہ قرطبیؒ سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۶۱ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

"زراعت فرضِ کفایہ ہے اور امام (حکومت) وقت پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کو درخت لگانے اور باغبانی وغیرہ پر مجبور کرے"[۱۹]

شجر کاری کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:" ما من مسلم يغرس غرسا أو يزرع زرعا، فيأكل منه طير، أو إنسان، أو بهيمة، إلا كان له به صدقة "جو بھی مسلمان پودا لگائے گا یا کھیتی باڑی کریگا اور اس سے جو پرند، انسان یا کوئی چوپایہ کھائے گا، تو وہ اس کے لئے صدقہ ہوگا"۔[۲۰]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:" إن قامت على أحدكم القيامة، وفي يده فسيلة، فليغرسها""اگر قیامت آجائے اور تم سے کسی کے ہاتھوں میں کھجور کا پودا ہو، اور وہ شخص قیامت قائم ہونے سے قبل وہ پودا لگا سکتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ پودا لگا دے"۔[۲۱]

---

[۱۸]سورۃ الانعام ۶:۹۹۔

[۱۹]القرطبی، ابو عبد اللہ، محمد بن احمد، **التفسیر** (قاہرہ، دار الکتب المصریۃ ۱۹۶۴ء) ۳/۳۰۶۔

[۲۰]البخاری، محمد بن اسماعیل، الامام، **الصحيح الجامع** (بیروت، دار طوق النجاۃ ۱۴۲۲ھ) رقم الحدیث: ۲۳۲۰۔

[۲۱]احمد بن حنبل، الامام، **مسند الامام احمد بن حنبل** (بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ ۲۰۰۱ء) رقم الحدیث: ۱۲۹۰۲۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ما من مسلم يغرس غرسا إلا كان ما أكل منه له صدقة. وما سرق له منه صدقة. وما أكل السبع منه فهو له صدقة. وما أكلت الطير فهو له صدقة. ولا يرزؤه أحد إلا كان له صدقة"[۲۲] "کوئی بھی مسلمان (جو) درخت لگاتا ہے، اس میں سے جو بھی کھایا جائے وہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے، اور اس میں سے جو چوری کیا جائے وہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے اور جنگلی جانور اس میں سے جو کھا جائیں وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے اور جو پرندے کھا جائیں وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے اور کوئی اس میں (کسی طرح کی) کمی نہیں کرتا مگر وہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔"

ایک روایت میں یوں ہے: "إلا كان له صدقة إلى يوم القيامة"[۲۳] "مگر وہ اس کے لیے قیامت تک صدقہ ہوتا ہے۔"

امام نووی (م ۶۷۶ھ) اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں: "في هذه الأحاديث فضيلة الغرس وفضيلة الزرع وأن أجر فاعلى ذلك مستمر مادام الغراس والزرع وما تولد منه إلى يوم القيامة"[۲۴] "ان احادیث میں شجر کاری اور کاشت کاری کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ پودے لگانے والے اور کھیتی کرنے والے کا اجر اس وقت تک باقی رہے گا، جب تک وہ پودے اور بیج رہیں گے اور قیامت تک انہیں ثواب ملتا رہے گا۔"

شجر کاری کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک آدمی گزرا، اس وقت آپ اخروٹ کا پودا لگا رہے تھے، اس آدمی نے دیکھ کر کہا کہ آپ کل، پرسوں انتقال کر جائیں گے اور یہ درخت تو اتنے اتنے سالوں میں بھی میوہ نہیں دیتا، یہ سن کر حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "وما علي أن يكون لي أجرها، ويأكل مهنأها غيري"[۲۵] "مجھے اس کی پرواہ نہیں، جب اس کا ثواب مجھے ملے اور اس کا میوہ کوئی اور کھائے"۔

عمارہ بن خزیمہ بیان فرماتے ہیں: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے میرے والد سے دریافت کیا: "ما يمنعك أن تغرس أرضك" "آپ نے زمین آباد کیوں نہیں کی؟" انہوں نے اپنے بڑھاپے کا عذر پیش کیا کہ اب چل چلاؤ کا وقت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ ہر حال میں زمین آباد کرنی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس زمین میں اپنے ہاتھ سے پودے لگاتے ہوئے دیکھا۔[۲۶]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بنجر زمین کی آبادی اور اس میں کھیتی اگانے پر حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے، علامہ بلاذری نے "فتوح البلدان" میں لکھا ہے کہ "جب ابو عبد اللہ نے بصرہ میں ابن غزوان کی عمل داری میں کھیتی باڑی شروع کی اور گھوڑوں کی افزائش کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ بصرہ میں سب سے پہلے ابو عبد اللہ نے گھوڑوں کی افزائشِ نسل کے حوالے سے اچھا قدم اٹھایا ہے تو تم ان کی کھیتی باڑی اور گھوڑوں کی افزائشِ نسل میں مدد کرو"۔[۲۷]

---

[۲۲] مسلم بن الحجاج، **الصحيح الجامع** (بیروت، داراحیاء التراث العربی ۱۹۵۵ء) رقم الحدیث: ۷/ ۱۵۵۲۔

[۲۳] أيضاً: رقم الحدیث: ۱۰/ ۱۵۵۲۔

[۲۴] النووی، ابو زکریا، محی الدین، یحی بن شرف، **المنہاج** (بیروت، داراحیاء التراث العربی ۱۳۹۲ھ) ۱۰/ ۲۱۳۔

[۲۵] البغوی، ابو محمد الحسین بن مسعود، **شرح السنة** (دمشق، المکتب الاسلامی ۱۹۸۳ء) ۶/ ۱۵۱۔

[۲۶] السیوطی، **جامع الأحاديث**، الحدیث: ۳۰۲۰۸۔

[۲۷] البلاذری، احمد بن یحی، **فتوح البلدان** (بیروت، مکتبة الھلال ۱۹۸۸ء) ص ۳۴۲۔

اسی وجہ سے جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملی ہوئی "عقیق" نامی زمین کو آباد نہیں کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو تنبیہ فرمائی"۔[۲۸]

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے "وھط" نامی باغ میں ایک لکڑیاں نصب تھیں، جن پر انگور کی بیلیں چڑھائی جاتی تھیں۔[۲۹]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے ہاتھوں سے درخت لگاتے اور اس کو ثواب کا ذریعہ سمجھتے تھے[۳۰] علامہ حبیشی (م ۷۸۲ھ) نے لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس امت کے زاہدوں میں سے ہونے کے باوجود زراعت کیا کرتے تھے اور صبح سویرے اپنی فصل بوتے تھے جب سماک ستارہ طلوع ہوتا تھا۔[۳۱]

امام بخاری (م ۲۵۶ھ) نے باقاعدہ عنوان قائم کیا ہے :"باب ما كان من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يواسي (يواصي) بعضهم بعضا في الزراعة والثمرة" جس سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو کاشت کاری اور شجر کاری کی تلقین کیا کرتے تھے اور حقیقت بھی یہی ہے؛ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تاریخ میں عہدِ رسالت، عہدِ صحابہ و تابعین اور سلطنت بنی امیہ و بنو عباس، اور مسلمانوں نے اپنے دورِ اقتدار میں باغبانی اور شجر کاری میں گہری دلچسپی دکھائی ہے، اسے علوم و فنون کی شکل دی اور دنیا میں فروغ دیا۔

صفائی ستھرائی کا اہتمام

اسلام نے ہر قسم کے قدرتی ماحول کے تحفظ کے لیے پاکی اور صفائی ستھرائی کی اس قدر تاکید فرمائی کہ اسے مسلمانوں کا شعار اور ان کے ایمان کا حصہ قرار دے دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:" الطهور شطر الإيمان "[۳۲] پاکی ایمان کا حصہ ہے"۔

اسلام اپنے پیروکاروں کو پیدائش سے موت تک اپنا کپڑا، اپنا بدن اور اپنے ماحول کو پاک وصاف رکھنے کی ہدایات دیتا ہے۔

پانچ وقت وضو کرنا، مسواک کرنا، ہر ہفتے ناخنوں کا تراشنا، کھانے کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے کی ہدایات در حقیقت ماحول ہی تحفظ فراہم کرنے کی عکاسی کرتی ہیں۔

گھروں کی صفائی کا اہتمام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"إن الله تعالى طيب يحب الطيب، نظيف يحب النظافة، كريم يحب الكريم ، جواد يحب الجود، فنظفوا أفنيتكم ولا تشبهوا باليهود التي تجمع الأكباء في دورها"[۳۳] "اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاکی کو پسند کرتے ہیں، صاف ہیں اور صفائی ستھرائی کو پسند کرتے ہیں، مہربان ہیں اور مہربانی کو پسند فرماتے ہیں، سخی اور فیاض ہیں اور جود و سخا کو پسند فرماتے ہیں، پس اپنے گھروں کے صحن اور گھر کے سامنے میدان کو صاف ستھرا رکھو اور یہود سے مشابہت اختیار نہ کرو جو گندگی کو اپنے گھروں میں جمع کرتے ہیں"۔

[۲۸] ابن زنجویہ، ابو احمد، حمید بن مخلد، **الاموال** (سعودیہ، مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیہ ۱۹۸۶ء) الرقم: ۱۰۶۹۔

[۲۹] ابن عساکر، ابو القاسم، علی بن الحسن، **تاریخ دمشق** (بیروت، دار الفکر ۱۹۹۵ء) ۴۶/ ۱۸۲۔

[۳۰] ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۸۰۷۔

[۳۱] الحبیشی، البركة في فضل السعي والحركة، ص: ۱۳۔

[۳۲] ابن ابی شیبہ، ابو بکر، عبد اللہ بن محمد، الامام، **المصنف** (سعودیہ، دار القبلہ ۲۰۰۶ء) رقم الحدیث: ۳۷۔

[۳۳] ابن حجر العسقلانی، ابو الفضل، احمد بن علی، **المطالب العالیۃ** (ریاض، دار العاصمۃ ۱۹۹۸ء) رقم الحدیث: ۲۲۰۷۔

راستوں اور سڑکوں کی صفائی کا اہتمام

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لعنت کے دو کاموں سے بچو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: وہ لعنت کے کام کرنے والے کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: " الذي يتخلى في طريق الناس أو في ظلهم "[۳۴] "جو لوگوں کے راستہ میں یا ان کے سایہ (کی جگہ) میں قضائے حاجت کرے یعنی اس کا یہ عمل موجب لعنت ہے"۔

۷.۲۔ پانی

پانی ہر جاندار کی بنیادی ضرورت ہے۔ اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے قرآن کریم میں اس کی اہمیت کے بیان میں کئی آیات نازل فرمائی اور پانی کو ہر جان دار کی حیات کا سبب قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "وَجَعَلْنَا مِنَ ٱلْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ "[۳۵] "اور تمام جاندار چیزوں کو ہم نے پانی سے بنایا ہے تو کیا (پھر بھی) وہ ایمان نہیں لائیں گے"۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " الناس شركاء في ثلاث في الماء والكلأ والنار "[۳۶] "مسلمان تین چیزوں میں برابر برابر کے شریک ہیں (یعنی ان سے سبھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں): (۱) پانی (نہر و چشمے وغیرہ کا جو کسی کی ذاتی ملکیت میں نہ ہو)، (۲) گھاس (جو لاوارث زمین میں ہو) اور (۳) آگ (جو چقماق وغیرہ سے نکلتی ہو)"۔

قرآن کریم کی آیات اور آپ ﷺ کے اس ارشاد مبارک سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کی اس نعمت کو تمام جانداروں اور تمام بنی انسان کے لیے پیدا فرمایا ہے، لہٰذا یہ فقط کسی خاص زمانے کے جانداروں کی مخصوص ملکیت نہیں ہے، بلکہ جب تک یہ دنیا قائم ہے اس وقت تک آنے والے ہر ذی روح کی مشترکہ ملکیت ہے۔

۷.۳۔ حیوانات

جانور، چرند، پرند بھی ماحولیات کے لازمی عناصر میں سے ایک عنصر ہیں اور یہ حیوانات انسانی صحت اور حسنِ کائنات کی بقا کے ضامن ہیں ، اسی لیے اسلام نے ان کو بھرپور تحفظ فراہم کیا اور اس حوالے سے آپ ﷺ نے مختلف ہدایات فرمائی ہیں:

(الف) بلاضرورت قتل نہ کیا جائے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " قرصت نملة نبيا من الأنبياء فأمر بقرية النمل فأحرقت فأوحى الله إليه: أن قرصتك نملة أحرقت أمة من الأمم تسبح "[۳۷] "ایک چیونٹی نے نبیوں میں سے کسی ایک نبی کو کاٹ لیا، تو اس نے چیونٹیوں کے گاؤں کو جلا دینے کا حکم دیا، تو اللہ نے اس کے پاس وحی بھیجی، کہ اگر تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تھا تو تم نے ایک ایسی خلقت کو جلا کر خاک کر دیا، جو اللہ کی تسبیح بیان کرتی تھی"۔

[۳۴] مسلم بن الحجاج، **الصحيح الجامع** (بیروت، داراحیاء التراث العربی ۱۹۵۵ء) رقم الحدیث: ۲۶۹۔
[۳۵] سورۃ الانبیاء ۲۱: ۳۰۔
[۳۶] الحارث، بن ابی اسامہ، **المسند** (مدینہ منورہ، مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویۃ ۱۹۹۲ء) رقم الحدیث: ۴۴۹۔
[۳۷] البخاری، **الصحيح الجامع**، رقم الحدیث: ۳۰۱۹۔

آپ ﷺ نے فرمایا:" من قتل عصفورة فما فوقها بغير حقها سأله الله عز وجل عن قتلها "[۳۸]"جس نے چڑیا کا یا اس سے بڑے کسی کا ناحق قتل کیا تو قیامت کے دن اللہ اس کے بارے میں پوچھے گا"۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:"نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن قتل أربع من الدواب: النملة، والنحلة، والهدهد، والصرد"[۳۹]"آپ ﷺ نے چار جانوروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا:"چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور لٹورا"

اس حدیث میں غور کرنے سے ان حشرات اور پرندوں کے قتل سے منع کرنے کی علت یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ ماحولیات کے تحفظ میں ان کے وجود کو بھی اہمیت حاصل ہے وہ اس طرح کہ شہد کی مکھی، چیونٹی وغیرہ پودوں کے بیج کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرکے پودوں کی نشو نما میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ چڑیاں اور چھوٹے پرندے فصلوں کے کیڑوں کو کھا کر زراعت کے فروغ کا سبب بنتے ہیں، اس لیے انہیں نقصان پہنچانے سے قدرتی ماحول میں بگاڑ و فساد پیدا ہو سکتا ہے۔

(ب) جانوروں کی خوراک کا خیال رکھا جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:"إذا سافرتم في الخصب فأعطوا الإبل حظها من الأرض"[۴۰]"جب تم موسمِ بہار میں سفر کرو تو زمین سے اونٹوں کو اپنا حصہ دو"(جی بھر کر چر لینے دیا کرو)۔

(ج) جانوروں سے ان کی تخلیق کے مطابق کام لیا جائے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک آدمی گائے ہانکتے ہوئے تھک گیا تو گائے پر سوار ہوا، گائے نے کہا کہ ہم سواری کے لیے نہیں پیدا کیے گئے۔ ہمیں تو کھیتی کے لیے پیدا کیا گیا"۔[۴۱]

حافظ ابن حجر عسقلانی(م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:"اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ جانوروں سے ان کی تخلیق کے مطابق کام لیا جائے"۔[۴۲]

۸۔ ماحولیاتی آلودگی سے بچاؤ کے لیے اسلام کے اقدامات

اس وقت کرۂ ارضی کو مختلف قسم کی ماحولیاتی آلودگیوں کا سامنا ہے۔ ماہرین نے ماحولیاتی آلودگی کی چار اقسام بیان کی ہیں:

۱۔ فضائی آلودگی ۲۔ زمینی آلودگی ۳۔ آبی آلودگی ۴۔ صوتی آلودگی

اسلام نے ہر قسم کی آلودگی سے بچاؤ کے اقدامات کیے ہیں۔ آلودگی کو "فساد فی الارض" کہہ کر اس کے پھیلانے کو منافقین کا شیوہ قرار دیا، جیسا کہ اخنس بن شریق منافق کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي ٱلْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ ٱلْحَرْثَ

[۳۸] الحمیدی، عبداللہ بن الزبیر، المسند، (دمشق، دار السقا، ۱۹۹۶ء) رقم الحدیث: ۵۹۸۔

[۳۹] احمد، المسند، رقم الحدیث: ۳۰۶۶۔

[۴۰] الترمذی، السنن، رقم الحدیث: ۲۸۵۸۔

[۴۱] البخاری، الصحیح الجامع، رقم الحدیث: ۳٤۷۱۔

[۴۲] العسقلانی، ابن حجر، الفتح الباری (مصر، المکتبۃ السلفیۃ ۱۳۹۰ھ) ۶/۵۱۸۔

وَٱلنَّسۡلَۚ وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ ٱلۡفَسَادَ"[۴۳] "اور جب وہ (آپ سے) پھر جاتا ہے تو زمین میں (ہر ممکن) بھاگ دوڑ کرتا ہے تاکہ اس میں فساد انگیزی کرے اور کھیتیاں اور جانیں تباہ کر دے اور اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے"۔

ذیل میں ماحولیاتی آلودگی کی چاروں اقسام کے حوالے سے اسلامی اقدامات کا مختصر اجائزہ لیتے ہیں:

۸.۱۔ فضائی آلودگی

فضائی آلودگی کا مطلب یہ ہے کہ ہوا کے اندر آکسیجن کی کثرت، ہواؤں کا چلنا، بادلوں کا برسنا، دھوپ، گرمی سردی کا اتار چڑھاؤ پھر موسمی تبدیلیوں کا متوازن نظام ایسا متغیر ہو جائے کہ بجائے فائدے کے نقصان ہونا شروع ہو جائے۔

اس کے ممکنہ اسباب یہ ہیں:

۱۔ صنعتی کارخانوں اور اسلحہ ساز فیکٹریوں کے فضلات، ۲۔ گرین گیسوں کا اخراج، ۳۔ تابکاری فضلہ اور نیوکلیئر پلانٹس، ۴۔ گاڑیوں اور ہر قسم کا دھواں، ۵۔ جنگلات اور باغات کی کٹائی۔

ان اسباب کی وجہ سے ہماری فضا اس حد تک آلودہ ہو رہی ہے کہ اس میں انسانی حیات کا رہنا یقیناً خطرہ سے خالی نہیں۔ آپ ﷺ نے فضائی آلودگی کے سدِّباب کے لیے درختوں کے کاٹنے سے منع فرمایا: "من قطع سدرة صوب الله رأسه في النار"[۴۴] "جو کسی بیری کے درخت کو کاٹے گا، اللہ تعالیٰ جہنم میں اس کے سر کو اوندھا کر دے گا"۔ آپ ﷺ نے راستوں اور عوامی مقامات کو غلاظتوں سے آلودہ کرنے والوں پر لعنت فرمائی۔[۴۵] فقہائے کرام نے صنعتی کارخانوں وغیرہ کے لیے مختلف اصول مرتب کیے، جن کی بہ دولت فضائی آلودگی سے بچا جا سکتا ہے۔

(تفصیل کے لیے علامہ شیرازی شافعی (م ۵۹۰ھ) کی کتاب "نهاية الرتبة الظريفة في طلب الحسبة الشريفة" دیکھیے۔)

۸.۲۔ آبی آلودگی

آبی آلودگی اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل پر روک تھام کے لیے آپ نے پانی کو گندگیوں سے آلودہ کرنے سے منع فرمایا، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "لا يبولن أحدكم في الماء الدائم، ثم يغتسل منه"[۴۶] "ٹھہرے ہوئے پانی میں کوئی ہرگز پیشاب نہ کرے کہ پھر وہ اسی میں غسل کرے گا"

۸.۳۱۔ زمینی آلودگی

اس کا سبب کیمیائی کھاد، مختلف کیمیکلز وغیرہ کی کثرتِ استعمال ہے۔ ارشاد باری ہے: "وَلَا تُفۡسِدُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ بَعۡدَ إِصۡلَٰحِهَا"[۴۷] "زمین میں اس کی درستی کے بعد فساد نہ مچاؤ"۔ اس آیت میں ہر قسم کے فساد سے منع کیا گیا، جس میں آلودگی کا پھیلانا بھی ہے۔ آپ ﷺ کا بنجر زمین کو آباد کرنے کا حکم دینا[۴۸] اور اسی طرح آپ ﷺ کا یہ ارشاد "جعلت لي الأرض كلها مسجدا وطهورا"[۴۹] "میرے لیے زمین کو سجدہ گاہ اور پاکیزہ بنا

---

[۴۳] البقرۃ۲:۲۰۵۔

[۴۴] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن (دمشق، دار الرسالۃ العالمیۃ ۲۰۰۹ء) رقم الحدیث: ۵۲۳۹۔

[۴۵] ایضاً: رقم الحدیث: ۲۵۔

[۴۶] ایضاً: رقم الحدیث: ۶۹۔

[۴۷] الاعراف ۷:۵۶۔

[۴۸] عبد الرزاق، المصنف، ج ۱۰، ص ۴۵۵ الرقم ۱۹۶۸۹، ط: المجلس العلمی

[۴۹] الترمذی، السنن، رقم الحدیث: ۳۱۷۔

دیا گیا ہے"۔ درالاصل زمین کی آلودگی سے حفاظت کا اقدام کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

۸.۴۔ صوتی آلودگی

گاڑیوں، ٹرینوں، مختلف قسم مشینوں، لاؤڈ اسپیکر، وغیرہ کی آواز نے موجودہ زمانے میں ماحول کو صوتی آلودگی میں مبتلا کر دیا ہے، جس کی وجہ سے بے خوابی، اعصابی تناؤ اور دل کی بیماریاں جنم لی رہی ہیں۔ اسلام نے صوتی آلودگی کو کم کرنے کے لیے راہ نما اصول بتائے۔ ارشادِ باری ہے: "وَٱغۡضُضۡ مِن صَوۡتِكَۚ إِنَّ أَنكَرَ ٱلۡأَصۡوَٰتِ لَصَوۡتُ ٱلۡحَمِيرِ"[50] اور نیچی کر آواز اپنی بے شک بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔ "متاخرین فقہائے کرام نے باعث اذیت آوازوں کی وجہ سے شہری آبادی میں ایسے کارخانوں کے بنانے کو ناجائز کہا ہے، جس کی وجہ سے پڑوسیوں کو تکلیف دہ آواز پہونچتی ہو۔ ابن رشد الجد قرطبی مالکیؒ (م ۵۲۰ھ) لکھتے ہیں: "متاخرین فقہائے کرام کے بہ قول آواز کے ضرر سے روکا جائے گا۔"[51] قاضی ابن عبد الرافع کے سامنے ایک مقدمہ آیا کہ لوگوں کی آبادی کے قریب جانوروں کا اصطبل بنایا جائے یا نہیں؟ انہوں فرمایا: اس اصطبل میں رہنے والے جانوروں کی آواز سے قریب میں رہائش پذیر لوگوں کو دن رات تکلیف ہو گی اور ان کی نیندیں خراب ہوں گی، اس لیے اسے آبادی سے الگ تعمیر کیا جائے۔[52]

ان تفصیلات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے ان تمام تر آلودگیوں پر پابندی لگائی ہے، اور ایسے جامع احکام اور تعلیمات دی ہیں، ان کی رعایت کی بہ دولت ہر قسم کی ماحولیاتی آلودگیاں ختم ہوتی ہیں اور پاک وصاف ماحول اور معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

۹۔ مسلح تصادم اور حالتِ جنگ میں اسلامی تعلیمات

اسلام حقیقی معنوں میں یہ امن وآشتی کا علَم بردار ہے۔ اسی لیے اسلام نے سب سے پہلے جنگ کا نام اور تصور ہی تبدیل کر کے اسے جہاد بنا دیا اور پھر اس پر فی سبیل اللہ کی قید لگا کر جہاد کے اعلیٰ اخلاقی ہدف کو واضح کیا۔ اور اس کے واضح مقاصد متعین کیے اور اس کے آداب واصول مرتب کیے اور بلاجواز قتل وخون ریزی کو سنگین جرم قرار دیا۔ آیئے ذرا حالتِ جنگ میں اسلامی آداب اور تعلیمات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

۹.۱۔ بہ وقت ضرورت اور بہ رائے ضرورت جنگ کرنا اور حتی الامکان جنگ سے گریز کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَإِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُواْ بِمِثۡلِ مَا عُوقِبۡتُم بِهِۦ"[53] اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم کو تکلیف دی گئی ہے"۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " لا تقاتلوهم حتى تدعوهم فإن أبوا فلا تقاتلوهم حتى يبدؤكم فإن بدؤكم فلا تقاتلوهم حتى يقتلوا منكم قتيلا ثم أروهم ذلك القتيل وقولوا لهم هل إلى خير من هذا سبيل؟ فلأن يهدي الله تعالى على يديك خير لك مما طلعت عليه الشمس وغربت"[54] جب تک ان (کفار) کو دعوت نہ دو تو ان سے جنگ نہ کرو اور اگر انھوں نے دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیں تو جب تک وہ جنگ شروع نہ کریں تم ان سے جنگ نہ کرو۔ پھر اگر وہ جنگ شروع کریں تو ان سے نہ لڑو یہاں تک کہ وہ تم میں کسی کو قتل کر لیں۔ پھر انھیں مقتول کی لاش دکھا کر کہو: کیا اس سے بہتر کی طرف کوئی راہ نکل سکتی ہے؟ پس اگر اللہ تعالی تمہارے ذریعے کسی کو ہدایت نصیب

[50] القمان ۳۱:۱۹۔
[51] القرطبی، ابن راشد الجد، محمد بن احمد، البیان و التحصیل (بیروت، دار الغرب الاسلامی ۱۹۸۸ء) ۹/ ۲۶۳-۲۶۴۔
[52] القرضاوی، رعاية البيئة فی شريعة الاسلام، ص ۱۹۴۔
[53] النحل ۱۶:۱۲۶۔
[54] السرخسی، محمد بن احمد، المبسوط (بیروت، دار المعرفۃ، س ن) ۱۰/ ۳۱۔

کرے تو یہ تمہارے لیے اس سب کچھ سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوا"۔

۹.۲۔ غیر مقاتلین، عورتوں، بچوں، بوڑھوں، بیماروں وغیرہ کو قتل کی ممانعت

آپ ﷺ مجاہدین کو رخصت کرتے ہوئے فرماتے: " اخرجوا باسم الله تقاتلون في سبيل الله من كفر بالله، لا تغدروا، ولا تمثلوا، ولا تغلوا، ولا تقتلوا الولدان، ولا أصحاب الصوامع"[۵۵] "تم اللہ کے نام کے ساتھ نکلو، اللہ کے ساتھ کفر کرنے والوں کے ساتھ تم قتال کرتے رہو۔ دھوکا، مثلہ، خیانت نہ کرو اور نہ بچوں اور پادریوں کو قتل کرو"۔

۹.۳۔ دشمن کو آگ میں جلانے کی ممانعت

آپ ﷺ نے فرمایا:" فإنه لا يعذب بالنار إلا رب النار"[۵۶] "آگ کا عذاب دینا سوائے آگ کے پیدا کرنے کے اور کسی کو سزاوار نہیں"۔

۹.۴۔ لاشوں کی بے حرمتی اور مثلہ کی ممانعت

آپ ﷺ نے مثلہ (مقتول کے اعضاء کو کاٹنا) سے منع فرمایا ہے۔[۵۷]

۹.۵۔ لوٹ مار کی ممانعت

ایک دفعہ سفر جہاد میں اہل لشکر نے کچھ بکریاں لوٹ لیں اور ان کا گوشت پکا کر کھانا چاہا، جب آپ ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے دیگچیاں الٹ دینے کا حکم دیا اور فرمایا: لوٹ کا مال مردار سے زیادہ حلال نہیں۔[۵۸]

۱۰۔ حالتِ جنگ میں قدرتی ماحول کے تحفظ کے حوالے سے اسلامی ہدایات

یہ دنیا اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور صناعی کا عظیم شاہ کار ہے۔ اور چوں کہ اسلام کا مقصد مخلوق کو خالقیت اور قدرت کے کرشموں سے آگاہ کرنا ہے اور یہ کائنات خالق کی معرفت کا بڑا ذریعہ ہے، اس لیے اسلام نے خالقِ کائنات کی بنائی ہوئی اس دنیا کے قدرتی حسن و جمال کے تحفظ کا ہر حال میں خیال رکھا ہے۔ اور عین حالتِ جنگ میں فساد فی الارض سے منع فرمایا اور بے جا تخریب کرکے دنیا کے قدرتی حسن بگاڑنے کو نفاق کی علامت قرار دیا۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي ٱلْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ ٱلْحَرْثَ وَٱلنَّسْلَۗ وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ ٱلْفَسَادَ"[۵۹] "اور جب وہ (منافق) پیٹھ پھر کر چل دیتا ہے تو زمین میں دوڑ دھوپ کرتا ہے تا کہ اس میں فساد کرے اور کھیتی کو اور نسل کو برباد کرے، اور اللہ فساد کو پسند نہیں فرماتا۔

[۵۵] البیہقی، ابو بکر، احمد بن الحسین، السنن الکبریٰ (بیروت، دار الکتب العلمیۃ ۲۰۰۳ء) رقم الحدیث: ۱۸۱۵۴۔
[۵۶] ابو داؤد، السنن، رقم الحدیث: ۲۶۷۳۔
[۵۷] ایضاً: رقم الحدیث: ۲۶۶۷۔
[۵۸] ایضاً: رقم الحدیث: ۲۷۰۵۔
[۵۹] البقرۃ ۲:۲۰۵

فقہائے کرام نے اسی آیات کے پیشِ نظر افواج کی پیش قدمی کے وقت فصلوں کو خراب کرنے، کھیتوں کو تباہ کرنے، بستیوں میں قتل عام اور آتش زنی کرنے کو اسلامی نقطہ نگاہ سے ناجائز کہا ہے۔[۲۶]

۲۔ روایات میں ہے کہ آپ ﷺ دورانِ جنگ بھی جانوروں کو قتل کرکے یا املاک کو نقصان پہنچا کر یا درختوں اور فصلوں کو تلف یا جلا کر ماحول کے آلودہ کرنے سے فرمایا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ جب اسلامی لشکر کو مشرکین کی طرف روانہ فرماتے تو یوں ہدایات دیتے

"ولا تقتلوا وليدا طفلا، ولا امرأة، ولا شيخا كبيرا، ولا تغورن عينا، ولا تعقرن شجرة إلا شجرا يمنعكم قتالا أو يحجز بينكم وبين المشركين، ولا تمثلوا بآدمي ولا بهيمة، ولا تغدروا، ولا تغلوا"[۲۷]

'کسی بچے کو قتل نہ کرنا، کسی عورت کو قتل نہ کرنا، کسی بوڑھے کو قتل نہ کرنا، چشموں کو خشک وویران نہ کرنا، جنگ میں حائل درختوں کے سوا کسی دوسرے درخت کو نہ کاٹنا، کسی انسان کا مثلہ نہ کرنا، کسی جانور کا مُثلہ نہ کرنا، بدعہدی نہ کرنا اور چوری وخیانت نہ کرنا"۔

۳۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف لشکر روانہ کرتے ہوئے امیر لشکر یزید بن ابی سفیان کو دس خصوصی ہدایات دی ہیں، جو آداب القتال کا نچوڑ ہیں۔

"وإني موصيك بعشر: لا تقتلن امرأة، ولا صبيا، ولا كبيرا هرما.ولا تقطعن شجرا مثمرا. ولا تخربن عامرا. ولا تعقرن شاة، ولا بعيرا، إلا لمأكلة. ولا تحرقن نخلا، ولا تغرقنه. ولا تغلل. ولا تجبن"[۲۸]

'میں تمہیں دس چیزوں کی وصیت کرتا ہوں: کسی بچے، عورت، بوڑھے اور بیمار کو ہرگز قتل نہ کرنا، اور نہ ہی کوئی پھل دار درخت کاٹنا، اور نہ ہی کسی آباد گھر کو ویران کرنا، اور نہ ہی کسی بھیڑ اور اونٹ کی کونچیں کاٹنا مگر کھانے کے لئے (جتنی ضرورت ہو شرعی طریقے کے مطابق ذبح کرلینا)، اور کھجوروں کے پودوں کو مت کاٹنا نہ انہیں جلانا، اور مالِ غنیمت کو تقسیم کرنے میں دھوکہ نہ کرنا اور نہ ہی بزدل ہونا"۔

۴۔ امام مجاہدؒ مروی ہے: "لا يقتل في الحرب الصبي ، ولا المرأة ، ولا الشيخ الفاني ,ولا يحرق الطعام ، ولا النخل ، ولا تخرب البيوت , ولا يقطع الشجر المثمر "[۲۹] 'جنگ میں کسی بچے، عورت یا شیخ فانی کو قتل نہ کیا جائے اور نہ ہی کھانے اور کھجور کے درختوں کو جلایا جائے، اور نہ ہی گھروں کو ویران کیا جائے اور نہ ہی پھل دار درختوں کو کاٹا جائے۔"

۵۔ اسلام نے دورانِ جنگ قدرتی ماحول کے تحفظ کا کس قدر خیال رکھا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ کسان (جو ماحول کے تحفظ وترقی میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں) ان کو قتل کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "اتقوا الله في الفلاحين فلا تقتلوهم"[۳۰] 'کسانوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، سو انہیں قتل نہ کرو"۔ (مزید تفصیل کے علامہ ابن قیم کی احکام اہل الذمہ اور ابن قدامہ کی المغنی ملاحظہ فرمائیں۔)

---

[۲۶] السرخسی، المبسوط، ۱۰/ ۳۱۔

[۲۷] البیہقی، السنن، رقم الحدیث: ۱۸۱۵۵۔

[۲۸] مالک بن انس، الامام، الموطا، (ابوظبی، مؤسسۃ زاید بن سلطان ۲۰۰۴ء) رقم الحدیث: ۱۶۲۷۔

[۲۹] ابن ابی شیبہ، المصنف، ۳۳۷۹۴۔

[۳۰] البیہقی، السنن، رقم الحدیث: ۱۸۱۵۹۔

۱۱۔ موجودہ دور کی جنگیں اور ماحولیاتی آلودگی پر ایک نظر

۱۔ پہلی جنگ عظیم میں کم و بیش ایک کروڑ انسانوں کا خاتمہ ہوا اور دوسری جنگ عظیم میں چھ کروڑ افراد مارے گئے۔ مکانوں شہروں، ضروریات زندگی اور غذائی سامانوں کی بربادی اور کا تو تصور ہی نہیں کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ ویت نام کی جنگ میں ۲۵ ملین بم برسا کر جنگلات کو تباہ کیا گیا۔ زہریلی اسپرے کے ذریعے ۱۴ فیصد جنگلات تباہ ہوئے اور کیمیائی ہتھیاروں سے نکلنے والے زہریلے مادوں نے زمین کی اندورنی تہوں اور دریاؤں کے پانی کو آلودہ کیا، جس نے آبی حیات اور انسان دونوں کو نقصان پہنچایا۔

۳۔ بحیرہ بالٹک سے لے کر بحر اوقیانوس تک لاکھوں ایکڑ زمین جنگی کیمیکلز اور جوہری فضلے کی وجہ سے آلودہ ہوگئی ہے۔ کمبوڈیا میں ۱۳۰۰ مربع میل رقبہ زمینی بارودی سرنگوں کی وجہ سے ناقابل کاشت ہوگیا۔ اس کے علاوہ ۳۵ فیصد جنگلات بھی اس ملک میں ۲۰ سالہ خانہ جنگی کی وجہ سے تباہی کا شکار ہوئے۔[۲۵]

۴۔ عراق نے دوران جنگ ایک ملین ٹن خام تیل خلیج فارس میں بہادیا، جب کہ صحرا میں بھی ۵۰ مربع کلومیٹر کے علاقے میں تیل بہایا گیا۔ اس ماحولیاتی تباہی نے نہ صرف انسانی صحت کو خطرے میں ڈالا بلکہ نقل مکانی کرنے والے ۲۵ ہزار پرندے بھی اس ماحولیاتی آلودگی کی وجہ سے موت کا شکار ہوئے۔۔۔ اس پوری جنگ کے دوران ۸۰ ہزار ٹن ایسی گیسیں بھی پیدا ہوئیں، جو عالمی درجۂ حرارت میں اضافے کا باعث ہوسکتی ہیں۔[۲۶]

۵۔ افغانستان میں ہونے والی ۳۰ سالہ جنگ کے نتیجے جنگلات تقریباً ختم ہو چکے ہیں، پستے کی پیداوار ختم ہوگئی ہے۔ ماحول کے آلودگی کی وجہ سے پرندے اس ملک کا رخ نہیں کرتے۔ وہاں کے لوگوں میں پاگل پن، کینسر اور جلدی امراض پھیل چکے ہیں۔[۲۷]

۶۔ فلسطین اور اسرائیل کی حالیہ جنگ نے ماحول پر تباہ کن اثرات مرتب کیے ہیں۔ غزہ میں تقریباً ۲۲ فیصد زرعی زمین، خاص طور پر زیتون کے باغات، تباہ ہو چکے ہیں۔ فضائی آلودگی اور کیمیائی مادوں سے زمین اور پانی آلودہ ہو چکے ہیں، جس سے صحت کے مسائل اور بیماریوں میں اضافہ ہوا ہے۔ جنگی بمباری کے دوران استعمال ہونے والے کیمیائی مادے، جیسے سفید فاسفورس، انسانوں، جانوروں اور زمین کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں لوگوں کو جلدی اور سانس کی بیماریوں کا سامنا ہے، اسی طرح پانی کی آلودگی سے بھی مختلف بیماریاں پھیل رہی ہیں۔[۲۸]

جنگ، ہتھیاروں کی پیداوار اور جنگی تیاریاں سمندر، فضا، جنگلات اور دیگر قدرتی وسائل کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہی ہے اگر جنگوں اور مسلح تصادم کے واقعات سے ماحول کو پہنچنے والے نقصانات کے بارے میں لکھا جائے، تو شاید لاکھوں کتابیں اور تحقیقی مقالات بھی ناکافی ہوں گے۔

۱۲۔ خلاصہ بحث

اس جنت نما کرۂ ارضی کی بقا کو سب سے بڑا خطرہ ماحولیاتی آلودگی سے ہے۔ اور اس کا سب سے بڑا سبب ہمارا حدِّ اعتدال سے تجاوز کرنا اور قدرتی وسائل کے بے جا وبے مصرف استعمال کرنا ہے۔ ہماری ہوس، ترقی کے خواہش اور جنگی جنون نے بڑے پیمانے پر قدرتی ماحول کو متاثر کیا

[۲۵] https://www.dw.com/ur/٪D۸٪AC٪D۹٪۸۶٪DA٪AF٪D۹٪۸۸٪DA٪BA

[۲۶] https://www.dw.com/ur/٪D۸٪AC٪D۹٪۸۶٪DA٪AF٪D۹٪۸۸٪DA٪BA-٪D۸٪A۷٪D۹٪۸۸٪D۸٪B۱

[۲۷] https://www.dw.com/ur/٪D۹٪۸۵٪D۸٪A۷٪D۸٪AD٪D۹٪۸۸٪D۹٪۸۴٪DB٪۸C٪D۸٪A۷٪D۸٪AA٪DB

[۲۸] https://newarab.com/analysis/ecocide-gaza-environmental-impact-israels-war
https://jacobin.com/۲۰۲۴/۰۱/israel-gaza-war-environmental-impact
https://www.euronews.com/green/۲۰۲۳/۱۲/۲۰/rivers-of-sewage-dirty-water-and-toxic-air-the-environmental-disaster-unfolding-in-gaza

۔اسلام قدرتی ماحول کے تحفظ کے حوالے سے مختلف مواقع پر جامع ہدایات دی ہیں۔اور چودہ صدی گزرنے کے باوجود ان کی اہمیت آج بھی واضح ہے۔اگر یہ تعلیمات آج ہماری زندگی کا حصہ بن جائیں تو ہمارا ماحول از خود فطری اصولوں پر استوار ہو سکتا ہے۔

۱۳۔سفارشات و تجاویز

۱۔حکومتِ وقت کو چاہیے کہ ماحولیات سے متعلق قوانین پر عمل درآمد کرائے۔

۲۔علمائے کرام و خطبائے کرام مختلف اجتماعات خصوصاً جمعے کے اجتماع میں صفائی کی اہمیت، شجر کاری کی اہمیت،وسائل کے استعمال میں اعتدال وغیرہ کے حوالے سے عوام الناس کو اسلام کی زریں تعلیمات سے روشناس کرائیں۔

۳۔اسکول،کالج اور مدارس کے نصاب کا باقاعدہ حصہ بنایا جائے۔

۴۔استعمال شدہ پانی کو ریسائیکل کرنے کے پلانٹ بنائے جائیں۔

۵۔ہفتہ وار صفائی مہم کا آغاز کیا جائے،اس کے لیے علاقائی سطح پر کمیٹیاں تشکیل دی جائیں۔اس سلسلے میں عصری اور دینی جامعات کے طلبہ کرام کو ترغیب دی جائے اور ان سے یہ کام بطور سوشل ورک کرایا جائے۔

کتابیات

ابن فارس، ابو الحسن احمد، مقاییس اللغۃ (بیروت: دار الفکر، ۱۹۷۹ء)۔
راغب اصفہانی، ابو القاسم حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن (بیروت: دار القلم، ۱۴۱۲ھ)۔
ابن الجوزی، جمال الدین عبد الرحمن بن علی، زاد المسیر فی علم التفسیر (بیروت: دار الکتاب العربی، ۱۴۲۲ھ)۔
یوسف القرضاوی، رعایۃ البیئۃ فی شریعۃ الإسلام (قاہرہ: دار الشروق، ۲۰۰۱ء)۔
عبد الماجد درآبادی، ارض القرآن (کراچی: ادارہ نشریات اسلام، ۲۰۰۱ء)۔
میاں جمیل احمد، تفسیر فہم القرآن (لاہور: ابوہریرہ اکیڈمی، ۲۰۱۶ء)۔
ابو البابہ شاہ منصور، کتاب الجغرافیہ (کراچی: السعید پبلیکیشنز، ۲۰۱۳ء)۔
البلاذری، احمد بن یحیٰی، فتوح البلدان (بیروت: مکتبۃ الھلال، ۱۹۸۸ء)۔
ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، المطالب العالیۃ (ریاض: دار العاصمۃ، ۱۹۹۸ء)۔
ابو نعیم اصفہانی، احمد بن عبد اللہ، الطب النبوی (بیروت: دار ابن حزم، ۲۰۰۶ء)۔